اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چھٹا اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز منگل مورخہ 23/جولائی 2024ء بمطابق ۱۶/محرم الحرام ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	چیئرپرسنز کا اعلان۔	04
3	وقفہ سوالات۔	17
4	رخصت کی درخواستیں۔	19
5	مشترکہ قرارداد۔	20
	آڈٹ رپورٹس کا پیش کیا جانا۔	23

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز منگل مورخہ 23 / جولائی 2024ء بمطابق ۱۶ / محرم الحرام ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03:45 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ط وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡہُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ ط فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝۲۸۴ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ قف لَانُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ قف وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ق غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ۝۲۸۵

﴿پارہ نمبر ۳ سُوۡرَۃُ البقرہ آیات نمبر ۲۸۴ اور ۲۸۵﴾

ترجمہ: اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر ظاہر کروگے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے اس کو حساب لے گا اس کا تم سے اللہ پھر بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مان لیا رسول نے جو کچھ اُترا اس پر اسکے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اسکے رسولوں کو کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اسکے پیغمبروں میں سے اور کہہ اٹھے کہ ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ،بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔السلام علیکم!

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر! اِس وقت۔۔۔

جناب اسپیکر: میڈم! آپ ذرا دو منٹ کے لئے hold کریں مَیں کارروائی شروع کروں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی ok۔

جناب اسپیکر: اعوذُ باللہ من الشیطٰن ،بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔السلام علیکم ورحمتہ اللہُ وبرکاتہ۔ مَیں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کو رواں اجلاس کے لیے پینل آف چیئر پرسنز کے لیے نامزد کرتا ہوں۔

1۔ مولوی نوراللہ صاحب۔ 2۔ جناب محمد زرین خان مگسی صاحب۔

3۔ جناب خیر جان بلوچ صاحب۔ 4۔ جناب اصغر علی ترین صاحب۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔ میر زاہد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 6 دریافت فرمائیں۔just ایک منٹ ہولڈ کریں point of order پر میڈم آپ بتائیں just a minute میڈم بتائیں۔ مائیک on کریں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: مائیک تو on ہے جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: اب on ہوا ہے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: اِس وقت سبز ہلالی پرچم کی سربلندی کی خاطر ہماری فورسز وہ قربانیاں دے رہی ہیں۔اور جو جرمنی میں واقعہ ہوا ہے Pakistan Embassy میں اور جس طریقے سے بے حرمتی کی گئی ہے ہمارے سبز ہلالی پرچم کی وہ وڈیو دیکھ کر خون کھولتا ہے۔ جناب اسپیکر! اور یہ بے حرمتی کس نے کی ہے؟ اُن لوگوں نے جنھوں نے، اِسی سبز ہلالی پرچم کے سائے تلے 30 سال سے زاید عرصے کے لیے پناہ دی گئی اور تمام سہولیات فراہم کی گئیں۔ یہ ہم سب کے لیے لمہ فکریہ ہے۔اور اِس کا سدباب ضروری ہے کیونکہ پاکستان کا جھنڈا ہماری red line ہے۔ جناب اسپیکر! میں تمام اراکین سے بھی یہی ریکوئسٹ کرتی ہوں کہ اس پر ضرور اظہارِ خیال کریں اور اِس کی پُرزور مذمت کی جائے۔اور میں تمام پارٹیز چاہے وہ political parties ہیں، یا religious groups ہیں، اُن سب کے عہدیداران سے بھی ریکوئسٹ کرتی ہوں کہ یہی ٹائم ہے۔ کیونکہ وہی قومیں کامیاب ہوتی ہیں جو متحد ہوتی ہیں۔تو جناب نواز شریف صاحب سے، جناب زرداری صاحب سے، بانی پی ٹی آئی سے اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے بھی میں ریکوئسٹ کروں گی کہ وہ تنقید بھی کریں، سیاست بھی کریں، حکومت بھی کریں لیکن پاکستان کو ناں بھولیں کیونکہ پاکستان ہے تو ہم سب ہیں اور یہی

ٹائم ہے کہ ہم سب کو متحد ہو کر، یکجا ہو کر، پرُ زور مذمت کرنی چاہیے اس واقعہ کی۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you جی علی مدد جتک صاحب۔

میر علی مدد جتک (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): جناب اسپیکر صاحب! ہمارے پاکستان کا جو کونسل خانہ تھا، افغانستان میں، جس طریقے سے شر پسندوں نے وہاں حملہ کر کے ہمارے جرمنی میں sorry حملہ کر کے جو ہمارے سبز ہلالی پرچم کی بے حرمتی کی ہے اسکی میں سخت سے سخت مذمت کرتا ہوں۔ پاکستان ہماری جان ہے، پاکستان کا پرچم ہماری شان ہے، جو بھی اِس کی بے حرمتی کریگا ہم اُس کے خلاف بولیں گے۔ اور ہم اُسکی سخت سے سخت مذمت کرتے ہیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: سر! اِس پر متفقہ مذمتی قرارداد ہو، اِس کی مذمت پوری اسمبلی کرے۔ یہ کسی کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ بلکہ میری ایک تجویز ہے آپ رولنگ دیں کہ اس پر متفقہ قرارداد لائیں گے۔ جناب اسپیکر! اب پوائنٹ آف پبلک امپارٹنس میں مجھے دو منٹ sir kindly دیدیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ اگر میں اسی سلسلے سے چلتا ہوں۔ آپ اِسی پر بولیں گے؟ جی لیڈر آف دی اپوزیشن پلیز۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! اس مسئلے پر دو منٹ اگر آپ مجھے دیں گے۔ جناب اسپیکر! 29 جون کو ہمارے جمعیت علماء اسلام نصیر آباد کے رہنما محمد اسلم عمرانی صاحب کو جس بیدردی سے شہید کیا گیا اور اُس کے قاتل دندناتے پھر رہے ہیں اور آج تک پولیس نے کوئی خاص کارروائی نہیں کی وہ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں، مورچہ بند بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور پولیس کی موجودگی میں انکو شہید کیا گیا ہے۔ اور اب کچھ وہاں کی زمینوں کا جو مسئلہ ہے اور اُن کے گھروں پر مورچے بنائے ہیں۔ تو وہاں کے ڈپٹی کمشنر نے، وہ کسی سیاسی اُسمیں، مجھے، یہ مَیں نہیں کہنا چاہتا ہوں کہ کون اُسمیں involve ہے کون نہیں ہے۔ بہر حال وہ اپنے آپ کو جانتے ہیں کہ وہ involve ہیں اِس مسئلے پر۔ اور ڈپٹی کمشنر کو منع کیا گیا ہے کہ آپ وہاں رپورٹ اُن کے خلاف نہیں دے دیں۔ قاتلوں کی حمایت کر رہے ہیں وہ لوگ۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے مجھے گورنمنٹ یہ بتا دیں کہ آیا آج تک اُن پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے، اُن کے گھروں تک بھی پولیس نہیں جا رہی ہیں۔ ایک دفعہ پولیس گئی ہے پولیس پر انہوں نے فائرنگ کی اور پولیس واپس ہوگئی۔ اِس کا مطلب ہے کہ وہ وہاں پولیس کے ساتھ اِن کے آپس میں پولیس اور قاتل ملے ہوئے ہیں۔ کوئی سیاسی چال چل رہے ہیں۔ اگر جن لوگوں کو سیاسی چال چلنی ہے، جمعیت علماء اسلام کو اگر وہ لوگ ختم کرنا چاہتے ہیں اِس طریقے سے کہ ہمارے اکابرین کو شہید کیا جاتا ہے۔ پہلے مولوی محمد صدیق کو خضدار میں شہید کیا گیا۔ اب اسلم عمرانی صاحب کو شہید کیا گیا۔ جو اِس طرح کی حرکتیں کر رہے ہیں، اگر اُن کو یہ مزہ آ رہا ہے کہ ہم اسی طریقے سے جمعیت علماء اسلام کو ختم کریں گے، یہ اِن کی بھول ہے۔ اگر اُن کو قبائلی طریقے سے مقابلہ کرنا ہے، کرلیں، سیاسی طریقے سے مقابلہ کرنا

ہے کرلیں وہ لوگ۔لیکن وہ اپنی پولیس اور انتظامیہ سے یہ کہہ دیں کہ وہ مہربانی کر کے کہ اُنکی favour ناں کریں۔آج تک قاتل گرفتار نہیں ہوئے ہیں۔ جو اصل قاتل ہیں وہ دندناتے ہوئے پھر رہے ہیں۔اور پھر اُن کے بھائیوں کو دھمکی دے رہے ہیں کہ''اگر آپ لوگوں نے بات کی تو دوبارہ آ کر ہم آپ کے دوسرے بھائیوں کو شہید کردیں گے، مار دیں گے'' یہ کہاں کا انصاف ہے جناب اسپیکر؟ کہ آج تک پولیس، وہاں اُن کے گھروں میں مورچے ابھی بھی موجود ہیں۔اگر نہیں ہیں تو میں فوٹیجز آپ کو دے دیتا ہوں کہ وہاں مورچے موجود ہیں۔اور اُن مورچوں میں رات اور دن کو آ کر بیٹھتے ہیں، پولیس اپنی ٹینٹ لگا کر دُور بیٹھی ہوئی ہے۔تو مہربانی کر کے کم سے کم اُن کے گھروں تک تو پہنچ جائیں۔اُن کے گھروں پر چھاپے ماریں۔اُن کے مورچوں کو تو ختم کردیں۔تا کہ دوسرے لوگوں کو اس سے سیفٹی ملے۔میں پولیس کے اِس رویے کے خلاف کیونکہ پولیس اور انتظامیہ یہ گورنمنٹ ہمیں، ہماری جو گورنمنٹ بیٹھی ہوئی ہے، یہاں سے اگر کوئی جواب ہمیں دینا چاہتا ہے وہ دے دیں۔میں اِن سے کہنا چاہتا ہوں کہ اسطرح کی حرکتیں نہ کریں۔اور جو لوگ سیاسی، اگر اِن کو انتقامی کارروائی بنانا چاہتے ہیں، ہم اُن سے کہنا چاہتے ہیں کہ نہیں کریں۔خدا کے لیے اِس طرح کی چیزیں نہیں کریں یہ قبائلی مسئلوں میں ناں پڑیں۔اور جس طرح ہمارے بندے کو شہید کیا ہے اُس کے قاتلوں کو فوری گرفتار کر کے ہمیں اِس پر باور کرایا جائے کہ آیا پولیس نے کیا کیا ہے اور کیا کرے گی؟ اگر نہیں کریگی تو پھر ہم احتجاج پر جا کر پھر آپ ہم سے گلہ نہ کریں۔ہم یہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: منسٹر فنانس! آپ respond کریں گے؟

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ و مائنز اینڈ منرل ڈویلپمنٹ): جی ہاں آپ کی اجازت سے۔

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

وزیر خزانہ و مائنز اینڈ منرل ڈویلپمنٹ: سر! چونکہ ہوم منسٹر صاحب اور سی ایم صاحب اِس وقت موجود نہیں ہیں، جو معاملہ ہمارے پوزیشن لیڈر نے discuss کیا ہے انشاء اللہ اُن کے نوٹس میں لے آئیں گے۔ایک چیز اور کیونکہ پوائنٹ آف پبلک امپورٹنس کے حوالے سے رحمت صاحب بات کر رہے ہیں لیکن اِنکا issue تھوڑا سا لاء اینڈ آرڈر کے حوالے آپ سے یہ ایوان کی طرف سے یہ تجویز رکھنا چاہوں گا چونکہ ہمارے خاران میں مختیار احمد مینگل نامی بندہ ہے جو یہ پچھلے دنوں اغوا ہوا ہے۔اِس طرح کی وارداتیں بلوچستان میں کافی ہورہی ہیں۔اور ہماری فورسز ہیں وہ بھی ٹارگٹ ہورہے ہیں۔تو کسی دن ایک اسمبلی کا اجلاس خاص کر لاء اینڈ آرڈر کے اوپر رکھ لیں تا کہ اس پر سیر حاصل بحث ہو۔ایک اچھی پالیسی بنے۔کیونکہ پالیسی یہیں سے بنتی ہیں تا کہ پورے صوبے کے معاملات کو دیکھا جاسکے۔thank you Sir۔

جناب اسپیکر: جی بالکل ایسا ہی ہوگا۔اب میں اپوزیشن لیڈر سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ تحریری طور پر اِس

کے اوپر آپ ایک سوال لے آتے ہیں تو ہم پھر اِس کو interior minister کو آگے بھجواتے ہیں وہ اُس کے اوپر آپ کو جواب دیں گے۔

قائد حزب اختلاف: آپ ایک رولنگ دے دیں، ہم ایک دن امن وامان کے لیے، کیونکہ امن وامان کا مسئلہ پورے بلوچستان میں خراب ہے۔ میں اُن کے بات کی حمایت کروں گا۔ اور بالکل امن وامان کے لیے ایک دن فکس کر لیں ۔جس دن کی آپ رولنگ دے دیں گے کہ اُسی دن کر لیں گے۔ اُس پر صرف اور صرف امن وامان پر بحث ہو بس۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی وترقیات): جناب اسپیکر! محمد اسلم عمرانی ہمارے عزیز تھے۔ وہ ایک انتہائی دانشور، قبائلی رہنما اور ایک سیاسی شخصیت تھے۔ اُنہوں نے جمعیت کے ٹکٹ پر انتخاب لڑا۔ اور یہ چیزیں وہاں، وہاں کی جاگیرداروں کو، وہاں کے بہت سے لوگوں کو ناپسند تھا کہ اُس کی سرگرمیاں روز بروز وہاں عوام کے اندر وہ مقبول ہو رہے تھے۔ اِس لیے ایک بہت بڑی سازش کے تحت اُس کو راستے سے ہٹا دیا گیا جناب اسپیکر! اس ایوان میں میری آپ سے درخواست ہے کہ محمد اسلم عمرانی کی روح کو ایصالِ ثواب پہنچانے کے لیے فاتحہ پڑھی جائے۔ اور ایک وقت رکھیں کل رکھتے ہیں یا پرسوں، آئی جی پولیس کو، ایس پی نصیر آباد اور ہوم سیکرٹری اِن تینوں کو۔ اور جناب اپوزیشن لیڈر زہری صاحب کو، مجھے اور غلام رسول عمرانی کو، یہ کیونکہ ہم اُس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں تاکہ اِس اہم ایشو پر آپ کی موجودگی میں بیٹھ کے باتیں کریں۔ یا سی ایم صاحب کی موجودگی میں تاکہ اِس قسم کے واقعات، پولیٹیکل لوگوں کے ساتھ رونما ہوں تو بہتر ہے ورنہ اِس قسم کی صورتحال سے علاقے میں خانہ جنگی شروع ہوگی، جھگڑے ہوں گے، امن وامان کی خراب صورتحال پیدا ہوگی۔ اور اِس کے نتائج خراب نکلیں گے۔ .thank you sir

جناب اسپیکر: میڈم! آپ سے میری گزارش ہوگی کہ آپ کا جو پوائنٹ تھا regarding جرمنی والے واقعے کے متعلق۔ اب آپ ایک قرارداد کی شکل میں لے آئیں تو پھر پورے ہاؤس کے سامنے رکھتے ہیں۔ جی یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اپنا اپوزیشن لیڈر راسکے اوپر جمعہ والے دن سیشن کے فوراً بعد ہاؤس کے اندر دو گھنٹے لاء اینڈ آرڈر کے اوپر انشاء اللہ بحث کریں گے، جو بھی ہو اُس کو ایڈریس کریں گے۔ جی رحمت صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: ایک تو میرا اصل پوائنٹ پر آنے سے پہلے اپوزیشن لیڈر صاحب نے جس مسئلے پر، فائنانس منسٹر نے جس مسئلے پہ بات کی، سر! پوری اہمیت کے حامل مسئلے ہیں اس پر تو اپوزیشن لیڈر کو تحریک التوا لانی چاہیے تھی لیکن میں گزارش کرتا ہوں سر آپ رولنگ دیں کہ آئی جی ایسے جو انسان دشمن عناصر ہیں اُن کے خلاف کارروائی کریں۔ جب تک ہم بحث کریں گے اُس کا ازالہ نہیں ہو سکتا ہے مطلب قاتل قاتل ہوتا ہے۔ جہاں قاتل کی گرفتاری نہیں ہو وہاں

ریاست کی رِٹ کو چیلنج کیا جاتا ہے۔تو کم از کم رِٹ کو قائم ہونے دیا جائے تا کہ کہیں پر بھی اس طرح کی بدامنی نہ ہو۔شکریہ جمعہ کے دن تفصیلی بحث ہوگی۔میرا صرف پوائنٹ یہ ہے کہ دیکھیں سر! یہ تمام جو ملازمین ہیں وہ ریاست کے یا صوبے کے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ اسمبلی منتخب نمائندوں کی ایک اسمبلی ہے۔ اور ایک Legislative ادارہ ہے اس کی ایک بڑی اہمیت ہے۔آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔ میں اسپیشلی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے جو کچھ ملازمین ہیں، مطلب اُس میں فارماسسٹ ہیں اُس میں ڈرگ انسپکٹرز ہیں۔ اب دیکھیں سر تمام صوبوں میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں جو ایک سروس کو ملازمین کے protect کرتا ہے۔ ایک سسٹم ہے اُس کو فورٹیئر سسٹم کہتے ہیں۔جس میں سروس اسٹرکچر، سینیارٹی، گریڈ اور پروموشن کوٹہ، یہ گریڈ وائز جو فورٹیئر سسٹم کے تحت جو ملازمین کی جو ایک اُن کا بنیادی حق ہوتا ہے، ایک fundamental right ہوتی ہے پھر 1974ء کے رولز جو ہوتا ہے وہ تمام ملازمین کو protect کرتی ہے۔اب مصیبت یہ ہے کہ بلوچستان میں ڈرگ انسپکٹرز اور فارماسسٹ وہ درمیان میں لٹکے ہوئے ہیں۔ وہ ہیں basically ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ملازم۔لیکن اُنکو فورٹیئر سسٹم میں اُنکی adoption نہیں کی جارہی ہے۔ اِس پر سر! پچھلے اسمبلی میں بھی debate ہوئی تھی۔اُس اسمبلی میں اس کیس کو باقاعدہ طور پر قائمہ کمیٹی کے حوالے کیا گیا، جو ہیلتھ کمیٹی تھا۔اُس کمیٹی نے اپنے سفارشات اسپیکر صاحب کو دیے۔پھر آنرایبل اسپیکر اسمبلی نے باقاعدہ ڈیپارٹمنٹ کو ایک لیٹر لکھا اپنے سفارشات بشمولِ اُس کمیٹی کے اور پھر ڈیپارٹمنٹل کمیٹی تھی اُس کمیٹی نے بھی سفارشات دیئے کہ جی یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے حصہ ہیں انکو باقاعدہ adopt کی جائے فورٹیئر سسٹم میں تا کہ ان کی جو پروموشن جو رُکی ہوئی ہیں، ایک ظلم ہے ایک زیادتی ہے اور ایک بالکل حق تلفی ہے۔یہ recommendation پوری جو یہ میرے ساتھ ہے۔لیکن افسوس کی بات ہے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ وہ عملدرآمد نہیں کر رہا ہے۔یہی کیس یا تو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پڑا ہوا ہے یا فنانس ڈیپارٹمنٹ میں۔اس کو سر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی ایک زیادتی ہوئی ان تمام ملازمین کے ساتھ۔اور یہ فورٹیئر سسٹم جب لاگو ہے تینوں صوبوں میں بلکہ چاروں میں ہیلتھ کے باقی ملازمین سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں تو فارماسسٹ اور ڈرگ انسپکٹرز کا کیا قصور ہے۔آپ kindly سر! ہماری ابھی قائمہ کمیٹیاں قائم ہوئی ہیں۔ یا تو آپ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو رولنگ دیں تا کہ انکو implement کریں یا اس کیس کو واپس قائمہ کمیٹی کو بلائیں۔اس کو دوبارہ سے اب ہم دیکھیں گے، کمیٹی کے چیئرمین دیکھے۔جو کمیٹی آپ بناؤ گے اُسی طرح پھر جو سفارشات ہیں پچھلے۔کیونکہ اگر آپ دیکھیں جناب اسپیکر! آج ان کی یونین نے جو بیان دیا ہے۔میں نے اس بنیاد پہ سر اس مسئلے کو لیا کہ جی پارلیمان کی سفارشات پر عملدرآمد نہ کرنا افسوسناک بات ہے۔اب اگر پارلیمان کی اہمیت نہیں ہو، حیثیت نہیں ہو قائمہ کمیٹی کی سفارشات کو، کوئی اُسکا مذاق اُڑائے، میں کہتا ہوں یہ عوامی نمائندوں کے ساتھ یا اس ادارے کے ساتھ بڑی

زیادتی ہے۔ کیونکہ لیجلیشن یہیں سے ہوتی ہے۔تمام قانون سازیاں یہیں سے ہوتی ہیں۔ پھر ہمارے ملازم طبقہ پھر یہ کہتا ہے کہ جی ہم وہاں اسمبلی کے سامنے دھرنا دیں گے۔ بھوک ہڑتال کریں گے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں حکومت سے، آپ سے بھی، تمام ایم پی ایز سے بھی کہ یہ جو دھرنا سسٹم ہے یا پورا صوبہ ہر دَور میں ہڑتالستان بنا ہوا ہے اِس طرح کی نوبت نہ آنے دیں۔کم از کم لوگوں کے مسائل کو سنیں۔اور قائد ایوان موجود نہیں ہے، میں آپ کو یہ گزارش کرتا ہوں ہمارے تمام منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں۔ دیکھیں ہم پبلک پراپرٹی ہیں۔اگر کسی کی رسائی عوامی نمائندوں تک نہیں ہوگی پھر مایوسی پھیلے گی۔ پھر لوگ اگر ہڑتال کریں گے اُسکے بعد خودسوزیاں کریں گے۔ پھر اس کے بعد آج جو ماحول بنا ہوا ہے بلوچستان میں، ایک چھوٹے سے ہڑتال پر پھر وہ پھیل جاتا ہے۔اس کو کہاں سے ہینڈل کیا جاتا ہے۔ یہ وجہ یہی ہے کہ Lack of interest ہے۔ایک بالکل کمزور commitment کی نشاندہی کر رہی ہے۔ میں گزارش کر رہا ہوں سر اس پر آپ فوری ایکشن لیں۔ اس مسئلے کو دوبارہ اسی کمیٹی کے حوالے کریں تاکہ اس کے پھر ہم دیکھیں سفارشات دے دیں۔ thank you۔

جناب اسپیکر: اِس کو کمیٹی کے حوالے کرنے سے پہلے جو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے اُنکے پاس ہم یہ رکھیں گے یہ، اگر وہ اس کے اوپر اپنا ایکشن جیسے کہ آپ کی ریکوائرمنٹ ہے اس کے مطابق کر رہے ہیں تو ٹھیک، اگر وہ satisfied ہیں تو ٹھیک۔ اگر جواب نہیں دیتے ہیں تو تب ہم اسکو دوبارہ ریفر کریں گے کمیٹی کی طرف۔ جی میڈم اُم کلثوم صاحبہ۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! گزشتہ دنوں لاپتہ افراد کے لواحقین کی احتجاجی ریلی پر جس طرح فائرنگ کی گئی، تشدد کیا گیا۔اور لاٹھی چارج کیا گیا۔اس کی ہم شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی افسوسناک عمل ہے کہ بلوچستان ایک ایسا صوبہ ہے جہاں روایات اور اقدار کی بہت قدر کی جاتی ہے۔لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ قوم کی بیٹیوں کی وہ چادریں بھی کھینچی گئیں اور اُن پر تشدد بھی کیا گیا اور روڈوں پر بھی اُنکو گھسیٹا گیا۔ جناب اسپیکر! مَیں سمجھتی ہوں کہ امن کبھی بھی جو ہے تشدد سے نہیں لایا جاسکتا ہے۔اگر آپ امن لانا چاہتے ہیں تو امن، امن کے زریعے ہی لایا سکتا ہے۔اس طرح کی اگر عوامل ہوں گے اس کی اگر حرکتیں ہوں گی تو مَیں سمجھتی ہوں کہ اس سے نفرتوں میں مزید اضافہ ہوگا۔ جناب اسپیکر! یہ ریاست مانے یا نہ مانے، یہ حکومت مانے یا نہ مانے، ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں لاپتہ افراد کا مسئلہ سب سے سنگین اور اہم ہے۔آپ دیکھیں دس دس، بیس بیس سالوں سے نوجوان لاپتہ ہیں اُن کے لواحقین کو یہ تک پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں کس حال میں ہیں، آیا زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ لاپتہ افراد کے مسئلے کو سیاسی گفت وشنید سے حل کیا جائے۔سیاسی مسئلے سیاسی گفت وشنید سے ہی حل ہو سکتے ہیں۔جس طرح 2013ء میں ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے اپنے دَورِ اقتدار میں سیاسی اور عسکری قیادت کو اعتماد میں لیکر اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش

کی۔تو میرا ابھی یہی مطالبہ ہے اس حکومت سے اس ریاست سے کہ خدارا اس مسئلے پر seriously آپ لوگ عملدرآمد کریں اس پر ایسے ہی initiatives لیں کہ بلوچستان میں ایک ماحول پیدا ہوا ہے اس میں تھوڑا سا امن آئے تھوڑی سی کمی آئے۔اور مَیں آخر میں یہی کہنا چاہتی ہوں جناب اسپیکر! کہ kindly اس مسئلے کو مہربانی کر کے serious انداز سے حل کیا جائے۔کبھی بھی اگر کوئی احتجاج کرتا ہے تو طاقت کا استعمال، طاقت کے استعمال سے محرومیوں میں نفرت میں اضافہ ہوتا ہے۔اور آخر میں یہی کہوں گی کہ بلوچستان کے مسئلے کو serious انداز سے حل کیا جائے، کیونکہ اگر یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا ہے تو اس مسئلے سے بلوچ کا نقصان نہیں ہوگا اس مسئلے سے ریاست اور اس کے اداروں کا ہی نقصان ہوگا۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: Thank you میڈم۔جی مولوی ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر ہماری بیٹی نے جو بات کی کہ یہ پاکستانی جو ہماری بہن ہے جو پاکستانی پرچم کی جرمنی میں بے حرمتی ہوئی ہے کہ متفقہ قرارداد پیش کی جائے ٹھیک ہے ہمارا ملک ہے۔جو اس پرچم کی مخالفت یا بے حرمتی کریگا ہم اُس کی مزحمت کرینگے مخالفت کریں گے۔لیکن سریاب روڈ پر ہماری بلوچ ماں کی اور بہن کی چادر کو ایک پولیس والا کھینچ رہا ہوتا ہے پورے اہل بلوچستان غیرت مندلوگوں کا صوبے کے لوگ اپنی ماں کی چادر کو دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ایک پولیس والا ہماری بہن کی چادر کو سریاب روڈ پر کھینچ رہا ہوتا ہے۔تو اس پر بھی پوری اسمبلی کی طرف سے بھی متفقہ قرارداد پیش ہونی چاہیے کہ ہم اُس پولیس کے ساتھ نہیں ہیں ہم اپنے سریاب کی بہن کے ساتھ ہیں اُس بیٹی کے ساتھ ہیں تو سریاب روڈ میں ہماری ماں کے ساتھ اس طرح ہماری بہن کے ساتھ اور پولیس کا رویہ پچھلی دفعہ زابد ریکی صاحب نے کہا۔صالح بھوتانی کے گھر میں روزانہ چھاپہ۔لیاقت لہڑی صاحب خود منسٹر ہیں اُن کے گھر پر چھاپہ۔چند سالوں سے بالکل پولیس کا رویہ ایسا تبدیل ہوا ہے۔میرے گھر کے اندر، مَیں بطورِ ایک سیاسی ورکر میرے گھر جا کر میرے گھر کے اندر میری ماں کو مارا ہے پولیس نے، قدوس صاحب کی حکومت میں۔تو یہ جو پولیس کا رویہ ہے جو ماؤں کو مارنا گھر کے اندر گھسنا ۔روڈوں پر بہنوں کی چادریں کھینچنا۔معتبر لوگوں کے گھروں پر جانا۔پولیس کی یہ تربیت کس نے کی۔ہم تو پہلے سے بیزار تھے کہ اہل بلوچستان مقبوضہ ہے، ہماری عزت نہیں ہوتی۔تو پولیس سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ پولیس سے ہی امن ہوسکتا ہے بلوچستان میں۔تو پولیس کے رویے سے ہماری ماؤں اور بہنوں کو مارنا مَیں نے وزیراعلیٰ سے اُسی وقت بات بھی کی، وزیرداخلہ سے بھی بات کی کہ طاقت کی بنیاد پر پرامن جدوجہد کرنا ہر فرد کا ہر بہن کا حق ہے۔پاکستان کا آئین کسی کو نہیں روک سکتا کہ بلوچستان میں احتجاج ہو اور ریلی ہو اور پرامن احتجاج۔طاقت کا بہت استعمال ہوا 1948ء سے لیکر آج تک طاقت کا بے دریغ استعمال ہوا۔ہمارے قبرستان آباد ہو گئے، طاقت کا استعمال چمن میں بھی ناجائز ہے، گوادر میں بھی

ناجائز ہے، ڈیرہ بگٹی میں ہونا جائز ہے یا سریاب روڈ پر ہو تو ناجائز ہے۔ طاقت کا استعمال مت کریں، پُرامن طریقے سے مذاکرت کریں۔ ہماری مائیں کیا مانگ رہی تھیں پانی، بجلی نہیں مانگ رہی تھیں، بچے مانگ رہی تھیں۔ اِس دَور میں بھی ہماری مائیں اور بیٹیاں اپنے بچے مانگ رہی ہیں۔ اسی لئے مَیں نے حکومت سے بھی کہا ہے اور آپ کے توسط سے بھی کہہ رہا ہوں۔ ٹھیک ہے ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ مَیں حکومت کا حصہ ہوں لیکن مَیں دیکھ رہا ہوں شاید دوسرے تیسرے اجلاس میں مَیں کہیں اور جا کر بیٹھ جاؤں، یہ رویے دیکھ رہا ہوں، وہاں جا کر کے مَیں بیٹھ جاوں۔ طاقت کا استعمال وزیر اعلیٰ صاحب کا بلوچستان ہے یہ، ضیاءاللہ لانگو صاحب کا بلوچستان ہے۔ کسی کے اشارے پر اسلام آباد کے یا کسی کے اشارے پر بلوچستان میں، سریاب کی ماں کہاں کی تھی؟ سریاب کی بہن کہاں کی تھی، کون تھے؟ ہماری بہن نہیں تھی۔ ہماری غیرت نہیں تھی ہماری ماں نہیں تھی ہماری بہن نہیں تھی اُس کی چادر ہماری چادر نہیں تھی اُس کا پردہ ہمارا پردہ نہیں تھا۔ پولیس کو کیسی جرات ہوئی۔ تو اُس پر وزیر داخلہ کو استعفیٰ دینا چاہیے تھا۔ آئی جی کا احتساب کرنا چاہے تھا۔ کہ ہماری ایک بہن کی چادر کو سوشل میڈیا میں پوری دنیا نے دیکھا کہ ایک غیرتمند صوبہ اُسکی سریاب میں ایک بہن کو کوئٹہ کی پولیس اُس کی چادر کھینچ رہی ہے۔ اِس پر ماضی میں قبائل کی لڑائیاں ہوئی ہیں لاشیں گری ہیں۔ ہماری بہن کا نام بلوچ، پشتون اپنی بہن کا نام بازار میں لے نہیں سکتے۔ ہمارے چوک پر کوئٹہ کی چوک پر ایک پولیس والا اس کی چادر کھینچ رہا ہے۔ اِس پر، جس طرح پاکستان کے پرچم کی بے حرمتی پر متفقہ قرارداد آنی چاہیے ہم تائید کریں گے سریاب کی بہن کی چادر کی بے حرمتی پر بھی ایوان میں متفقہ قرارداد آنی چاہیے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے مولوی صاحب۔ مولوی صاحب! گزارش اتنی سی کروں گا کہ آپ گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ اور پولیس آپ کی ہی under آتی ہے تو آپ کس سے شکایت کر رہے ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کیا پولیس میرے under ہے؟

جناب اسپیکر: سر! آپ کی گورنمنٹ ہے۔ آپ گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: گورنمنٹ سرفراز بگٹی صاحب کی ہے، اسپیکر صاحب! آپ کی حکومت ہے، وزیر اعظم آپ کی ہے، وزیر اعلیٰ آپ کا ہے، گورنر آپ کا ہے۔ میرے اور نہ میری پارٹی کا ہے۔ اگر ایسی بات ہے انشاءاللہ تو کل میں اپوزیشن میں بیٹھوں گا تو پھر انشاءاللہ ٹھیک ٹھاک اپوزیشن کروں گا۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! چیف منسٹر بھی آپ کا ہی ہے۔ اور آپ اس کی ٹیم کا حصہ ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ٹیم کا حصہ ہوتا تو یہ ہماری بات مان لیتے۔ ہماری بات نہیں مانتے ہیں دوسروں کی مانتے ہیں، کسی اور کی بات مانتے ہیں۔ اسلئے ہم ٹیم کا حصہ نہیں ہیں۔ مَیں حق دو تحریک اور ہم اسکی ٹیم کا حصہ نہیں ہیں۔ ہم اگر ٹیم کا

حصہ بھی ہیں، مَیں اِس ایوان میں اسپیکر صاحب! آپ جان بوجھ کر، پتہ نہیں کیوں، آپ سمجھتے ہیں کہ شاید مولانا نے بات کی۔ آپ سریاب کی بیٹی کے ساتھ نہیں ہیں؟ اسپیکر صاحب! آپ سریاب کی بیٹی کے ساتھ نہیں ہیں؟ آپ بتائیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں؟

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ اسپیکر بلوچستان سریاب کی بیٹی کے ساتھ ہیں؟

جناب اسپیکر: کس کے ساتھ؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سریاب کی بیٹی کے ساتھ، جس کی چادر کھینچی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: یہاں ووٹنگ نہیں ہورہی ہے آپ سوال مجھ سے نہ پوچھیں۔ مَیں نے کہا کہ آپ اپنی گورنمنٹ سے پوچھیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مَیں پوچھنا چاہ رہا ہوں ووٹنگ کے لئے بل پاس نہیں ہورہا ہے، وہ بہن کی بات ہورہی ہے، آپ ساتھ ہیں؟۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ کو جواب دیتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے۔ جی علی مدد جتک صاحب۔

میر علی مدد جتک (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): جناب اسپیکر! جس طرح میری بہن نے بات کی۔ اور اُسی کے ساتھ مولانا صاحب نئے نئے ماشاءاللہ لیڈر بن گیا ہے وہ بھی بات کررہا ہے کہ مَیں حکومت کا حصہ نہیں ہوں۔ بیشک آپ اپوزیشن میں بیٹھ جائیں، یہ ایک۔ جناب اسپیکر! ہم سب بلوچ ہیں، ہم سب پشتون ہیں، ہم سب پاکستانی ہیں۔ جناب اسپیکر! الیکشن کے دوران یہی ریلی جب سریاب سے گزری۔ ہماری مائیں، بہنیں انکے آگے تھیں اور مرد نوجوان پیچھے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے احتراماً دفتریں بند کئے۔ اور یہ لوگ ہمارے دفتروں کے اوپر چڑھ کر ہمارے شہداء کی تصویروں کو پھاڑا۔ ہم نے برداشت کی کہ یہ لوگ کہیں گے کہ یہ بلوچ دشمن پارٹی ہیں، یہ فلاں ہے ڈمکاں ہیں۔ چار پانچ دن پہلے جب بلوچ یکجہتی ریلی تھی جناب اسپیکر! ہمارا گھر روڈ کے اوپر ہے۔ مَیں بلوچ ہوں، ایک غیرتمند بلوچ ہوں، دونمبر بلوچ نہیں ہوں۔ میرے گھر پر پتھراؤ کیا گیا ہمارے شہداء کی تصویروں کو پھاڑا گیا۔ میرے لوگوں نے فون کیا، مَیں نے کہا دروازے بند کرو، اگر آپ لوگ کوئی حرکت کروگے یہ لوگ پھر اُٹھ کے کہیں گے کہ یہ لوگ بلوچ دشمن پارٹی ہے، یہ لوگ اقتدار میں ہیں۔ ہم نے برداشت کی۔ ہم آپسمیں لڑیں کہ کیوں انکا مقابلہ نہیں کیا۔ آج بھی میرے بھائی کو گولیاں لگیں، وہ اب سی ایم ہسپتال میں پڑا ہوا ہے۔ ہم آپسمیں لڑیں کہ کیوں آپ نے جواب۔ مَیں نے کہا کہ نہیں، کل یہ بولیں گے کہ یہ لوگ خواتین کو مارا۔ ہم بلوچ ہیں۔ آج کے بعد کسی نے ہمارے گھر کا بیشک دروازہ دُور ہے، اگر کسی نے اِس طرح کی

حرکت کی تو پھر ہم اُسکا اچھے طریقے سے جواب دینگے۔مَیں اپنی اُن ماؤں اُن بہنوں اور اُن بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ پُرامن احتجاج سب کا حق ہے۔مگر آپ بر ماہوٹل پر بلوچوں کی دکانوں پر پتھراؤ، آپ نے پیپلز پارٹی کے جھنڈوں کو اُٹھا کر پھینک دینا۔آپ نے بی این پی کے جتنی بھی پارٹیوں کے جھنڈوں کو اُٹھا کر پھینک دینا، آپ نے شہید جس نے دوسو بندوں کے ساتھ اس ملک کے لئے شہادت نوش فرمائی، میر سراج رئیسانی اُس کے گھر کے ساتھ اُسکی تصویر لگی ہوئی تھی اُسکو اُتار کے جلا دیا۔کیا یہ بلوچیت ہے؟ کیا تصویر نے آپ کو احتجاج سے روکا ہے کیا ایک تصویر نے ہمارے جو سریاب کی بچیاں ہیں اُنکے دوپٹہ، دونوں طرف دیکھنا چاہئے، ہم نہیں چاہتے ہیں کہ ہماری کسی بہن کا دوپٹا کھینچا جائے۔کیوں کہ یہ لوگ ہار گئے شکست کھا گئے؟ پیپلز پارٹی کو لوگوں نے ووٹ دیا، اِس لئے یہ لوگ جب بھی گزرتے ہیں وہاں پتھراؤ کرتے ہیں آج مَیں آپ کے ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں کہ اگر، ہم نے دو دفعہ برداشت کی اسکے بعد پھر ہم بھی بلوچ ہیں ہم کوئی لوڑی بلوچ نہیں ہیں ہم pure بلوچ ہیں ہماری تاریخ کو دیکھ لیں صرف پٹو لپیٹ کے لوگوں کے جھنڈیوں کو جلانا، پاکستان کے جھنڈے کے لئے ہمارے ملک کی افواج نے ہماری پاکستان پیپلز پارٹی کے جھنڈے کے لئے ہماری قیادت نے قربانی دی ہے مَیں اسکی مذمت کرتا ہوں کہ کسی بلوچ کے گھر پر پتھراؤ کر کے۔کسی بلوچ شہداء کی تصویر کو پھاڑ کے جائیں کسی بلوچ، جس نے ملک کے لئے قربانی دی ہے، یہ نہیں کرنا چاہئے۔XXXXXXXXXX۔XXXXXXXXX۔XXXXXX۔XXXXXXX

آپ چھوڑ دیں جائیں اپوزیشن میں بیٹھیں۔اپوزیشن میں ہمارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ٹھیک ہے۔۔(مداخلت۔شور) ۔XXXXXXX -XXXXXXXXXXXXXXXXXX-۔۔۔۔(مداخلت۔شور)۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔۔۔(مداخلت۔شور۔اراکین بغیر مائیک کے بولتے رہے) تشریف رکھیں مولوی صاحب تشریف رکھیں۔ kindly, order, order in the House. علی مدد! تشریف رکھیں مولوی صاحب تشریف رکھیں آپ۔۔۔(مداخلت۔شور)۔گزریں گے آپ۔تشریف رکھیں، تشریف رکھیں آپ۔۔۔ (مداخلت۔شور) مولوی صاحب آپ بیٹھیں، ۔۔۔(مداخلت۔شور۔اراکین بغیر مائیک کے بولتے رہے)۔ سارجنٹ ایٹ آرمز کدھر ہے۔سارجنٹ کو بلائیں اِسکو باہر نکال دیں۔بیٹھیں بیٹھیں، آرڈر، آرڈر پلیز۔جی اسد بلوچ صاحب۔تشریف رکھیں اپنی اپنی سیٹوں پر۔

(اِس مرحلے میں مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب اسپیکر: آپ، جی جی پلیز اسد صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ: thank you جناب اسپیکر صاحب۔اسمبلی کی روایت کی ہم باتیں تو کرتے رہتے ہیں تھوڑی

برداشت بھی ہونی چاہئے۔ بہر حال یہی ادارے ہیں یہاں پھر بولتے ہیں اپنی اپنی بات کرتے ہیں۔حکومت کے ساتھیوں کو تھوڑی برداشت کرنی چاہئے جو ہماری روایات ہیں صرف الفاظ کی حد تک نہیں ہوں۔لوگ تکلیف ہوتے ہیں بولتے ہیں اور یہی بولنے کا ادارہ ہے لوگوں نے اگر ہمیں ووٹ دیا ہے اور ہم یہاں آئے ہیں ہم تہذیب وثقافت اور رسم ورواج کی باتیں کرتے کرتے، کسی بھی ٹائم ساری چیزوں کو پورے پاکستان میں اسکی میڈیا میں یہی تشریح ہوتی ہے کہ ہم صرف الفاظ کی حد تک یہ ساری چیزیں ہیں۔ برداشت بہت بڑی کامیابی ہے بہت بڑی بہادری ہے ٹریژری بینچز سے یہی درخواست ہے میری کہ مختلف اوقات میں ایسی باتیں ہوتی ہیں، اپوزیشن کی بینچ کی جانب سے وہ برداشت کریں۔ پھر اُسکا جواب تسلی سے دے دیں دلیل کے ساتھ دے دیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک ہفتہ پہلے ہماری پارٹی کا واجہ رحمت اللہ کوئٹہ کا رہنے والا ہے بروری روڈ کے آس پاس اُسکا بڑا گھر ہے۔CTD پولیس والوں نے اُسکے گھر سے اُسکو اُٹھا کے لے گئے ہیں۔قانون اور آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ کسی نے جرم کیا ہے اُسکو سزا نہ ہو۔لیکن جو آئینی طریقہ کار ہے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر کسی بھی بندے کو آپ کورٹ میں پیش کر سکتے ہیں۔مَیں یہی سمجھتا ہوں کہ واجہ رحمت اللہ ہارٹ کا patient ہے۔جناب اسپیکر صاحب! اسکی 65 سال عمر ہے۔اور اُسکو جس طریقے سے اُٹھا کے لے گئے ہیں CTD پولیس والوں نے مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب اسپیکر صاحب! اور شاید ٹریژری کے ساتھی اسکا جواب بھی مجھے دے دیں۔ CTD کی ذمہ داری کیا ہے۔ ہر بندے کو اُٹھا کے لے کے جانا، پھر دو مہینے کے بعد اگر پنجگور سے کسی کو اُٹھایا ہے اُسکے کیس بنتے ہیں کوئٹہ میں۔پچھلے سال ہمارے پنجگور سے دو بندے اُٹھائے گئے ہیں، پھر بعد میں کوئٹہ میں show ہوا کہ یہاں سے بندے پکڑے گئے ہیں اور پھر سی ٹی ڈی والے یہاں آئے ہیں اور اگر بلوچستان کے لوگوں کی حفاظت کے لئے بلوچستان میں ایک امن پیدا کرنے کے لئے امن کا میسج یہ کبھی نہیں ہوگا کہ کسی کو بھی ہم ماورائے آئین اُٹھا کے اُسکو عدالت میں پیش نہ کریں۔تین چار مہینوں کے بعد کہیں اُسکی لاش پڑی ہوئی مل جاتی ہے تو یہ 65 سالہ واجہ رحمت اللہ کو ایک ہفتہ پہلے اُٹھا کر کے لے گئے ہیں اُسکے خاندان اور اُسکے گھر والے یہی کہہ رہے ہیں کہ CTD والوں نے اُسکو اُٹھایا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کے نوٹس میں ہو، یہاں ٹریژری کے ساتھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، شاید شعیب احمد اس کا جواب دے دیں کہ رحمت اللہ صاحب کو ہمارے جو ایک 65 سال کے age کا، وہ پھر ہارٹ کا بھی patient ہے، اگر اسکو کچھ ہوا تو اِس کا ذمہ دار آئی جی پولیس ہے۔جیسے اسلم کی بات ہمارے ساتھیوں نے کی، باقی ساتھیوں میں سے اپوزیشن لیڈر نے ایسی باتیں کیں۔ یہاں بیٹھ کر جو درد ہوتا ہے اُس کا اظہار یہاں ہوتا اور اُس کا solution اُس کا حل ڈھونڈنا اِسی فورم میں اِسی جگہ پر، اِسی پلیٹ فارم پر ہی ہونا چاہیے تو اُمید ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ CTD ہر جگہ لوگوں کو اُٹھا کر دس دن کے بعد جعلی مقابلے کا کہہ کر کسی جگہ پھینک دیا جاتا ہے، اگر رحمت اللہ کو کچھ

ہوا یہ شہید ہوا تو یہ بلوچستان میں یہ جو امن کے طلبگار ہیں، بار بار امن کی باتیں کرتے ہیں وہ مایوس ہوں گے۔امن کے لیے ضروری ہے کہ آپ کی حرکت، آپ کا action اِس سرزمین کے وسیع تر مفاد میں ہو، روایات کو برقرار رکھتے ہوئے چیزوں کو ہم آگے لے کر جائیں۔ٹریژری اور اپوزیشن کی ذمہ داری ہے کہ امن اُس وقت ہوسکتا ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کیئے جائیں اِسی اُمید کے ساتھ کہ جلد سے جلد واجہ رحمت اللہ کو کورٹ میں پیش کیا جائے۔

جناب اسپیکر: Thank you۔جی Minister for Finance

میر شعیب احمد نوشیروانی (وزیر محکمہ خزانہ): اسد بلوچ صاحب نے جو matter اُٹھایا ہے اِنشاء اللہ اسمبلی کے سیشن کے بعد اُن سے discuss کر کے detail لوں گا تو CTD کے جو چیف ہیں اُن سے اِنشاء اللہ بات کرنے کی کوشش کریں گے، قانون کے مطابق اِس پر کارروائی ہوگی۔Thank you۔جی۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، Thank you very much۔ مینا مجید صاحبہ۔کس کے لیے؟ اسلم کے لیے؟

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: جی مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید: Thank you جناب اسپیکر۔سب سے پہلے تو ہمارے معزز اراکین نے گزشتہ دنوں جو کوئٹہ میں واقعہ پیش آیا تھا protest میں، اُس حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ،لیکن مَیں یہ بتانا چاہوں گی کہ بطور پارلیمنٹیرینز، بلوچستان کے نمائندے ہم سب پر یہ لازم ہوتا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم سکے کے دونوں رُخ دکھائیں، ہم اپنے یوتھ کو اپنے عوام کو یہ بتائیں کہ حقیقت کیا ہے۔ہمیشہ سیاسی پوائنٹ سکورنگ کی جاتی ہے اور حقیقت کو مسخ کیا جاتا ہے۔ تو جو protest میں ہوا وہ action-reaction تھا۔سات دن تک یہ لوگ بیٹھے رہے سریاب روڈ پر، مَیں خود سریاب روڈ پر رہتی ہوں ہمارے بہت سارے اراکین ہیں جو سریاب روڈ پر رہتے ہیں وہ گواہی دیں گے اِس بات کی۔ اسٹوڈنٹس خوار تھے، بیمار خوار تھے، مزدور خوار تھے روڈ بند ہونے کی وجہ سے پورے کوئٹہ کے چکر لگاتے تھے اپنی یونیورسٹی پہنچنے کے لیے، اپنے روزگار کی جگہ پہنچنے کے لیے۔تو یہ مطلب کس طرح کا آپ کا protest ہے۔آئین میں ہر شہری کو حق دیا گیا ہے کہ آپ آئین کے دائرے میں رہ کر protest کریں۔لیکن ہرگز یہ حق نہیں دیا ہے کہ آپ عوامی جو روڈز ہیں وہ بند کریں عوام کو تکلیف دیں، hospitals کے سامنے احتجاج کریں، گورنمنٹ کے ہمارے institutes ہیں اُن کے سامنے احتجاج کریں، چلیں جو کچھ ہوا ہم نے برداشت کی اُس کے بعد کیا ہوا۔یہ تمام جو مظاہرین تھے وہ گورنر ہاؤس اور سیم ایم ہاؤس کی طرف گئے، وہ حملہ آور ہونا چاہتے تھے، violant protest تھا اُنکا۔بہت سے protests ہوئے ہیں ہم نے کبھی بھی حکومت میں اپنی پولیس کے ذریعے اپنے معاملات کو اِس طرح

handle کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ریاست نے اور پولیس نے اور حکومت نے ہمیشہ سے ماں کا کردار ادا کیا ہے اور وہ سب نے دیکھا ہے۔ لیکن مسئلہ ادھر یہ ہے کہ ہم سکے کے ایک رُخ کو دکھاتے ہیں۔ ہم ایک آنکھ سے صرف دیکھ سکتے ہیں اور دوسری آنکھ سے شاید ہماری نظر بہت کمزور ہے ہمیں دوسری چیزیں نظر نہیں آتیں۔ بالکل ہم اِس بات کی مذمت کرتے ہیں کہ خواتین کا دوپٹہ نہیں کھینچنا چاہیے تھا لیکن کس حالت میں وہ خواتین تھیں، وہ کیا کرنا چاہ رہی تھیں۔ وہ جس انداز سے وہ پولیس والوں کے ساتھ ہاتھا پائی کر رہی تھیں۔ ویڈیوز میں تو یہ بھی ہے کہ ہماری خواتین جو پولیس اہلکار تھیں اُن کے بھی دوپٹے کھینچ کے پھینک دیئے۔ وہ کیا بلوچستان کی بیٹیاں نہیں ہیں؟، وہ ہمیں نظر نہیں آتے اُس پر ہماری غیرت نہیں جاگتی، صرف ہم اپنی سیاست کے لیے ہمیں جس سے ہمیں political scoring ہماری ہوتی ہے ہماری سیاست چمکتی ہے صرف وہ چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ بلوچستان کی تمام بیٹیاں ہماری بیٹیاں ہیں۔ بلوچستان کے تمام ادارے ہمارے ادارے ہیں۔ لیکن ہرگز اُس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ آپ پُرتشدد ہوں اور آپ چیزوں کو اِس طرح portrait کریں کہ خود کو ہیرو اور حکومت کو ریاست کو وِلن دکھائیں۔ اِس چیز کی مَیں مذمت کرتی ہوں اور اِن سیاسی جماعتوں کے جتنے بھی ہمارے اراکین ہیں جو صرف سکے کے ایک رُخ کو بتاتے ہیں جو ایک منظر ہے اُسکی منظرکشی کر کے پیش کرتے ہیں، اِس چیز کی بھی مذمت کرتی ہوں، دونوں طرفہ جو مؤقف ہے اُس کو دکھانا چاہیے۔ سر! میرا جو topic ہے وہ CPEC کے حوالے سے ہے لیکن اسمبلی میں چونکہ اِس بات پر اسمبلی کا ماحول تھوڑا سا خراب ہوا۔ تو اِسی لیے اِس پر مَیں نے بولنا تھوڑا سا ضروری سمجھا۔ جناب اسپیکر! China Pakistan Economic Coridor, CPEC has the potential to bolstering economic growth, enabling trade and cooperation between two nations. And the second phase of CPEC will focus on industrial development, agriculture enhancement, scientific cooperation between two nations. تو We the people of balochistan, the women parliamentarians appreciate the initiatives of CPEC in Balochistan, especially in our area Gwadar, we are positive. اور ہم اِن چیزوں کو acknowledge کرتے ہیں، we are thankful to government of Balochistan, Government of Pakistan and Chinese Government. لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جب جب CPEC کی investment یا initiatives پر عملدرآمد کا وقت آتا ہے تو کچھ نہ کچھ create کر کے negative دکھا کر چائنیز گورنمنٹ کو یا دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کی جاتی

ہے کہ بلوچستان کو ڈویلپمنٹ نہیں چاہیے۔ بلوچستان کو CPEC نہیں چاہیے۔ اِس طرح نہیں ہے۔، ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے عوام ترقی، خوشحالی، بہتر تعلیم اور ایک peaceful ماحول میں رہنا چاہتے ہیں۔ تو مَیں مذمت کرتی ہوں اُن تمام چیزوں کی، اُن تمام جلوسوں کی جو گھما پھرا کر گوادر میں پہنچا دیئے جاتے ہیں۔ کبھی کسی منشی کے نام پر کبھی کسی سیلاب کی arrange کے نام پر، گھما پھرا کر وہ گوادر تک پہنچا دیئے جاتے ہیں، تمام پولیٹیکل پارٹیز اُنکو سپورٹ کرتی ہیں۔ کیونکہ ہر کسی کی سیاست کا مسئلہ ہوتا ہے کوئی بلوچستان کے بارے میں نہیں سوچتا۔ کوئی اِس ملک کے بارے میں نہیں سوچتا۔ کوئی یہ نہیں سوچتا کہ پاکستان چائنا جو investment ہورہی ہیں بلوچستان میں اِس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا اِس سے بلوچستان کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ اِس سے ہماری آنے والی نسلوں کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ تو مَیں جو گوادر میں مُچی ہونے جارہی ہے بالکل مَیں اُس کی مذمت کرتی ہوں۔ اور مَیں اِس ایوان کے توسط سے، پورے بلوچستان کو مَیں یہ بولنا چاہتی ہوں، بلوچستان کے عوام کو یہ بولنا چاہتی ہوں۔ اب بس ہے، کسی کے ہاتھوں میں استعمال نہ ہوں۔ ہر دن کوئی ایک لیڈر اُٹھ جاتا ہے، ہر دن ایک نمائندہ اُٹھ جاتا ہے کہتا ہے کہ مَیں آپ کے حقوق کی جنگ لڑوں گا۔ اُنیس، بیس سالوں سے بلوچستان حالتِ جنگ میں ہے ہمیں کیا ملا ہے۔ بلوچوں کو کیا ملا ہے بلوچوں کے مطالبات کیا ہیں۔ بلوچ عورتوں کو کیا ملا ہے، نہ ہمارے پاس ہسپتال ہے، نہ ہمارے پاس اسکول ہے، نہ ہمارے پاس روڈز ہیں۔ آپ بس کریں۔ ایک لیڈر اُٹھ جاتا ہے آپ نوجوانوں کو لوگوں کو استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کو بناتے ہیں۔ بس کرو اب اُنکے ہاتھوں میں استعمال نہ ہوں۔ اپنے ملک کی بہتری کی خاطر، بلوچستان کی خاطر، اپنی خاطر سوچیں۔ thank you Mr.Speaker.

جناب اسپیکر: ابھی تک جو بھی کارروائی ہوئی ہے اسمبلی کی، اِن تمام غیر پارلیمانی الفاظ کو آج کی کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔ میر زابد علی ریکی! آپ اپنا سوال نمبر 06 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: Question No. 06۔ جناب اسپیکر صاحب! منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب اسپیکر: اپنا زابد علی ریکی صاحب! آپ کے سوال پر مَیں گزارش کروں گا، آپ کے سوال کا جواب تو آ چکا ہے لیکن چونکہ انٹیریئر منسٹر out of country ہیں۔ اگر آپکے اِس سوال کو defer کریں next session تک، جب وہ آتے ہیں تو کیا ٹھیک رہے گا اُس کے اُوپر؟

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! وہ تو ٹھیک ہے ایک بات آپ کے ساتھ share کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر محکمہ خزانہ: ریکی صاحب اگر اس جواب سے مطمئن ہیں تو پھر اِس کو defer کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ XXXXXX۔ XXXXX۔ XXXXX۔ XXXXX کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

میر زابد علی ریکی: شعیب جان! میری باتیں ہیں، مَیں مطمئن نہیں ہوں۔ اِس وجہ سے مَیں نے یہ سوال لایا تھا۔ کاش! وزیر داخلہ یہاں ہوتا۔ ایک اور جناب اسپیکر صاحب! بات share کرنی تھی۔ بات یہ ہے کہ مَیں نے سوالات بہت جمع کیئے ہوئے ہیں۔ کچھ سیکرٹریز یا کچھ محکمے، وہ میرے سوالات کے جوابات نہیں دے رہے ہیں۔ تو مجھ سے کہہ رہے ہیں ''کہ آپ اِسکو withdraw کریں''۔ وہ کون ہوتے ہیں کہ مَیں اپنے questions withdraw کروں۔ مجھے حق حاصل ہے، جس ڈیپارٹمنٹ سے مَیں نے سوال کیا ہوا ہے جناب اسپیکر! صاحب! آپ اسپیکر ہیں، براہِ مہربانی۔

جناب اسپیکر: Honourable Members یہ Please Order in the House. Please۔ جی۔

میر زابد علی ریکی: جی ہمارے تمام منسٹرز ان میں کچھ بیٹھے ہیں۔ جس محکمہ کو میں نے سوال دیا ہوا ہے، منسٹرز سارے بیٹھے ہیں کچھ غیر حاضر ہیں۔ ان سوالوں کے جواب next اجلاس میں، rule یہ ہے کہ 15 دن کے اندر اندر جناب اسپیکر صاحب! جب میں question کرتا ہوں جواب جمع کر دیتا ہوں 15 دن کے اندر اگر وہ محکمہ میرا جواب لا کے اسمبلی میں جمع کریں۔ ابھی میرا خیال سے مَیں نے سوالات تو بہت دیے ہوئے ہیں ان میں سے صرف دو آئے ہیں مَیں مطمئن نہیں ہوں۔ چلیں اب next اجلاس میں جب منسٹر صاحب ہوں۔

جناب اسپیکر: اچھا! مَیں آپ کی تھوڑی، آپ کی رہنمائی کے لیے کر لوں کہ اگر آپ کے ساتھ کوئی آپ کو approach کرتا ہے کہ آپ اپنے question withdraw کریں وہ آپ کے اپنے mutual understanding ہے اگر آپ کرتے ہیں تو ٹھیک نہیں کرتے ہیں، ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اُس کو reminder دیں گے، within the prescribed time کے اندر اب اُسکے جواب آپکے پاس آئیں گے۔

میر زابد علی ریکی: جی ہاں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ پھر سیکرٹری صاحب یہاں نہیں ہیں یہ پابند کر رہے ہیں مَیں نے جو تاریخ ہے جو time ہے جو اُنہوں نے جمع کیا ہوا ہے مہینہ دو مہینے گزر گئے کیوں جواب نہیں آیا؟

جناب اسپیکر: ہوگا، ہوگا اِیسے ہی ہوگا۔ اِنشاءاللہ پھر ہم reminder دیں گے اُن کو۔ میر اسد اللہ بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 29 دریافت فرمائیں۔

میر اسد اللہ بلوچ: Thank you جناب اسپیکر صاحب۔ یہ ایک اہم سوال ہے جناب اسپیکر صاحب! لیکن یہ محکمہ اِس وقت وزیر اعلیٰ بلوچستان کے پاس ہے۔ مَیں یہ چاہتا ہوں جو جواب اُنہوں نے دیا ہے اِس جواب سے مَیں مطمئن نہیں ہوں۔ جمعہ کے دن کے اجلاس کے لئے اِس کو defer کریں تا کہ وزیر اعلیٰ صاحب خود یہاں موجود ہوں اِس میں کافی تشنگی ہے، incomplete ہے۔ مَیں مطمئن بھی نہیں ہوں۔ اِس کو جمعہ کے اجلاس میں رکھ لیں تو بہتر ہوگا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے بالکل آپ کا سوال بھی defer کرتے ہیں۔ اور اِس میں اگر آپ کو مزید کچھ detail معلومات چاہئیں یا جو کچھ آپ نے سوال کے اندر لکھا اگر اُس کے مطابق آپ کے پاس جواب تحریری طور پر آ جاتا ہے تو ٹھیک، اگر نہیں آتا تو آپ دوبارہ اِس کے پر fresh question بھی لائیں گے کہ جو چیز آپ کو جس جس مد میں آپکو requirement ہوگی اُس کے مطابق آپ سوال پوچھیں۔ اور ہم اُن سے پوچھیں گے اِنشاءاللہ۔

میر اسداللہ بلوچ: جی ہاں۔ تو جب اُن کے جواب ہم سنیں گے اُس کے بعد آگے جائیں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے next session تک آپ کا سوال بھی defer کرتے ہیں۔

میر اسداللہ بلوچ: right

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب عبدالرحمٰن (اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی): نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب، سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب، ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب اور میر سلیم احمد کھوسہ صاحب نے رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی): میر ضیاءاللہ لانگو صاحب نے بیرون ملک ہونے کی بنا آج اور مورخہ 26 جولائی کی نشستوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت کی درخواست منظور ہوئی۔

جناب اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی): انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب، سردار فیصل خان جمالی صاحب، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، جناب لیاقت علی لہڑی صاحب اور جناب زرین خان مگسی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی): رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اسپیکر: محترمہ غزالہ گولہ بیگم صاحبہ، ڈپٹی اسپیکر، ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ، مشیر وزیر اعلیٰ، محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ، محترمہ مینا مجید صاحبہ، پارلیمانی سیکرٹریز، محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ اور محترمہ اُم کلثوم، اراکین بلوچستان صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد پیش کریں۔ جی میڈم! آپ پیش کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ وومن ڈویلپمنٹ): مشترکہ قرارداد۔

جناب یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی؟

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! ایجنڈے پر آئیں۔

جناب اسپیکر: ہم ایجنڈے پر ہیں۔

مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ وومن ڈویلپمنٹ: مشترکہ قرارداد۔ ہر گاہ کہ خواتین کو بااختیار بنانے اور خواتین کے حقوق کی ترقی و ترویج کی خاطر بلوچستان صوبائی اسمبلی کی خواتین اراکین اسمبلی کے درمیان پارٹی وابستگی سے قطع نظر مشترکہ تعاون اور باہمی امداد کی روایت کو پروان چڑھانے کی بابت بلوچستان وویمن پارلیمانی کاکس (WPC) رولز 2020ء کے رول (1)4 کے تحت عمل میں لایا جائے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ. صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِیِ الۡاُمِّیِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ تَسۡلِيۡمًا اَمَّا بَعۡدَ۔ عورت کبھی حوا، کبھی مریم، کبھی زہرہ، عورت نے ہی ہر دور میں قوموں کو سنوارا۔ جناب اسپیکر! Women Parliamentary Caucus جس کی ابتدا 2008ء، 2009ء کے درمیان ہوئی تھی۔ یہ پہلے صرف federal level پر ایک casual body بنائی گئی تھی جس کا دائرہ کار بعد میں پورے ملک تک پھیلایا گیا۔ یہاں مَیں اراکین اسمبلی کے لیے بتاتی چلوں کہ بلوچستان کا وومن پارلیمنٹری کاکس جو 2018ء کے tenure جو 2013ء اور 2018ء کا تھا، اُسکے آخر میں بنا تھا اور مکمل طور پر functional caucus کے طور پر اسے بنایا گیا تھا۔ مقصد اِس کاکس کا یہ تھا کہ خواتین اراکینِ اسمبلی پارٹی lines سے اُوپر اُٹھ کر مشترکہ طور پر خواتین کے مسائل کے حل کے لیے اور صوبے کی خواتین کی ترقی کے لیے باہمی تعاون کے ساتھ کام کریں۔ اور الحمدللہ پچھلے tenure میں، چونکہ میں اِس کاکس کی وائس چیئر پرسن پہلے اور بعدازاں چیئر پرسن منتخب ہوئی تھی۔ اور ہم نے اس پر کام کیا۔ ایک بات میں یہاں بتانا چاہوں گی اور مجھے بتاتے ہوئے خوشی بھی ہوتی ہے اور بہت فخر بھی محسوس ہوتا ہے کہ بلوچستان کا وومن پارلیمنٹری کاکس جو کہ پورے ملک کے وومن پارلیمنٹری کاکس میں سب سے بعد میں بنا تھا۔

It's the youngest Women Parliamentary Caucus through out Pakistan. But Women Parliamentary Caucus Balochistan is the only Caucus

through out Pakistan which has its Rules of Businesses. It is notified by the Assembly and it has a legal structure, equivalent to the standing committees. جب میں نے وائس چیئرپرسن کے طور پر کام کیا، اِس کاکس میں تو مجھے یہ کمی محسوس ہوتی تھی کہ ہمارے پاس رولز کے مطابق یا قانونی حیثیت میں کام کرنے کی ایک کمی ہے۔ جس کے باعث شاید ہماری وہ کاوشیں جو ہم کر رہے ہیں اُسے وہ اہمیت نہیں دی جا رہی اور اُسکے وہ results بھی نہیں آ رہے جو کہ آنے چاہئیں۔ چیئرپرسن بننے کے بعد سب سے پہلی چیز جو مَیں نے کی تھی وہ یہ تھی کہ ہم نے rules of business بنائے۔ ہم نے اِس کاکس کو نوٹیفائی کرایا through the Assembly and I am thankful کہ اسمبلی سیکرٹیریٹ کے آفیسران نے، خاص طور پر سیکرٹری اسمبلی طاہر شاہ کاکڑ صاحب اور اسپیشل سیکرٹری عبدالرحمٰن صاحب نے ہمیں اِسمیں بہت support کیا اور میرے ساتھ اِنہوں نے rules of business بنانے سے لیکر بقایا تمام مراحل کے حل کے لیے نہ صرف راہنمائی بلکہ مشاورت اور معاونت بھی فراہم کی۔ So I am thankful to the Provincial Assembly Secretariat کہ ہمیں اِس کے اُوپر کام کرنے کا موقع بھی دیا گیا۔ اور اِس کے بعد ہم نے بہت ساری Pro-women Legislations ہیں جس پر کام کیا۔ WPC یعنی Women Parliamentary Caucus اور جو خواتین اراکین اسمبلی ہیں، بلاتفریق جو اپوزیشن میں تھیں یا جو ٹریژری بنچز پر تھی، ہم نے صوبے کی خواتین کے لیے کام کیا اور اِنہیں کے کاوشوں کی وجہ سے ہم acid burn legislation لے کے آئے، جو پورے ملک میں سب سے پہلے ہمارے صوبے میں آئی۔ بلوچستان میں Pro-Women Legislations پر کئی سالوں سے کام ہوا ہے لیکن یہ سارے dormant اور redundant پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے پچھلے اپنے tenure میں ایک time period fix کیا تھا جس میں ہم نے ہر legislation کو دیکھا تھا کہ اِس کی implementation کس حد تک ہوئی ہے جو کہ اِس کاکس کا ایک primary مقصد بھی ہے۔ گو کہ یہ تمام اراکین اسمبلی کا ایک major جو responsibility ہے، وہ یہی ہے کہ ہم Legislations کی scrutinizing اور اُس کی implementation پر بھی دھیان دیں۔ ہم نے Pro-Women Legislations میں domestic violence، ہم نے اِسمیں home based workers کی harassment at workplace legislation کی legislation اِسی طرح دیگر جو ہماری important pro-women legislation تھی اُسکو دیکھا۔ چیئرپرسن بننے کے بعد ایک چیز اور ہم نے add کی تھی کہ ہم نے صرف خواتین کے جو مسائل تھے اُن سے نکل کر minorities کے مسائل کو بھی دیکھا۔ اور ہم نے اپنی

کاکس کے ساتھ ایک subsidiary body بنائی تھی جس کو ہم Friends of Caucus کہتے ہیں جس میں ہماری minority کے اراکین شامل تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ اُس وقت ہمیں اسمبلی اسپیکر صاحب کی طرف سے اور تمام منسٹرز کی طرف سے تعاون حاصل رہا جس کی وجہ سے ہم defferent departments میں Pro-women Legislations اور Pro-women Efforts پر کام کرسکیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آج یہ ایوان مشترکہ طور پر اِس قرارداد کو منظور کرے گا تا کہ ہم یہ باڈی بنا سکیں اور ہمیں اسمبلی سیکرٹیریٹ اور آپ جناب کی معاونت اور رہنمائی میں کاکس کے حوالے سے جو اِس کا اصل مقصد ہے اُس پر کام کرنے کا ہمیں یہ موقع، نہ صرف موقع ملے گا بلکہ ہم اِس میں کامیابی بھی حاصل کریں گے۔ اور اِسی کے ساتھ ہمیں تمام منسٹرز اور تمام اراکین اسمبلی کا تعاون بھی حاصل رہے گا اور ہم سب مل کر اپنی اپنی constituencies کے لیے اور اپنے اپنے علاقے کی خواتین کے لیے کام کرسکیں گے اور صوبے کی خواتین جن کی پاپولیشن 60% ہے۔ اِس وقت، اُنکے لیے ہم across all departments کام کرسکیں گے اور اُن کی بہتری اور ترقی کے لیے صوبے بلوچستان کو ایک idealصوبہ بنائیں گے تا کہ دوسرے صوبے ہمیں follow کرسکیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ جناب اِس پر ہمیں support کریں گے، تمام اراکین اسمبلی اسکو support کریں گے۔ آخر میں بس صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ خواتین کی یہ کاکس کو صرف خواتین کی ایک body نہ سمجھا جائے، یہ ہمارے پورے صوبے کے مسائل کے حل کرنے کا ذریعہ ہے۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرُالرَّحِیْم. وَآخِرُالدَّعْوٰنَا عَنِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن.

جناب اسپیکر: thank you madam.۔کوئی اور قرارداد کی participants کوئی بات کرنا چاہتا ہو اس پر یا پھر اسکو ہم منظوری کے لیے ہاؤس میں پیش کریں۔

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (میڈم ڈپٹی اسپیکر): جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ وومن کاکس پر جس طرح سے ڈاکٹر ربابہ صاحبہ نے بات کی مَیں اپنے ایوان کو اور جناب اسپیکر! آپ سے بھی پورے تعاون کی التماس کریں گے۔ کیونکہ وومن کاکس جو ہے وہ تمام پارٹیز سے ہٹ کے اپنی affiliation سے یہ ایک آواز ہے تمام خواتین کے لیے ایک پلیٹ فارم ہے، جس کے ذریعے ہم آگے کی طرف اپنے issues کو، اپنے problems کو آگے solve کرتے ہیں اسی پلیٹ فارم سے۔ مختصراً میں یہی کہوں گی کہ وومن کاکس informal, formal forum for women forum ہے۔ اور it's a powerful coalition that will make sure women voices of heart in the

تو میں یہی آپ سے اور تمام ایوان سے درخواست کروں گی اور جناب اسپیکر سے کہ جو قرارداد house of this. پیش کی گئی ہے رولز 2020ء کے رول (1)4 کے تحت، اِسے عمل میں لایا جائے۔ thank you so much.

جناب اسپیکر: thank you madam مشترکہ قرارداد پیش ہوئی۔ آیا مشترکہ قرارداد کو منظور کیا جائے؟ مشترکہ قرارداد منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: **آڈٹ رپورٹس کا پیش کیا جانا۔**

وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کریں۔

میر شعیب احمد نوشیروانی (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ میں وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈٹ رپورٹ برحسابات حکومت بلوچستان آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کردی گئی۔ لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ برائے کاؤنٹس آف دِی مینیجنگ ڈائریکٹر پسنی فش ہاربر اتھارٹی برائے مالی سال 14-2013ء تا 18-2017ء آڈٹ سال 21-2020ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ، آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ برائے کاؤنٹس آف دِی مینیجنگ ڈائریکٹر پسنی فش ہاربر اتھارٹی برائے مالی سال 14-2013ء تا 18-2017ء آڈٹ سال 21-2020ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اسپیشل آڈٹ رپورٹ برائے کاؤنٹس آف دِی مینیجنگ ڈائریکٹر پسنی فش ہاربر اتھارٹی برائے مالی سال 14-2013ء تا 18-2017ء آڈٹ سال 21-2020ء ایوان میں پیش کردی گئی۔ لہٰذا اِسے بھی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل study رپورٹ بر accounts of budgetary allocation vs actual releases of development funds by the finance department government of Balochistan. برائے مالی سال 16-2015ء آڈٹ سال 17-2016ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیرخزانہ: میں وزیر خزانہ، آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل study رپورٹ بر accounts of budgetary allocation vs actual releases of development funds by the finance department government of Balochistan. برائے مالی سال 2015-16ء آڈٹ سال 2016-17ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اسپیشل study رپورٹ بر accounts of budgetary allocation vs actual releases of development funds by the finance department government of Balochistan. برائے مالی سال 2015-16ء آڈٹ سال 2016-17ء ایوان میں پیش کردی گئی ہے۔لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیرخزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت performance audit report بر بلوچستان نیوٹریشن پروگرام فار مدرز اینڈ چلڈرن برائے مالی سال 2015-16ء تا 2019-20ء آڈٹ سال 2020-21ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیرخزانہ: میں وزیرخزانہ، آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت performance audit report بر بلوچستان نیوٹریشن پروگرام فار مدرز اینڈ چلڈرن برائے مالی سال 2015-16ء تا 2019-20ء آڈٹ سال 2020-21ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: performance audit report بر بلوچستان نیوٹریشن پروگرام فار مدرز اینڈ چلڈرن برائے مالی سال 2015-16ء تا 2019-20ء آڈٹ سال 2020-21ء ایوان میں پیش کردی گئی ہے لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیرخزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ بر sustainable development goals achievement program government of Balochistan برائے مالی سال 2018-20ء آڈٹ سال 2020-21ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیرخزانہ: میں وزیرخزانہ، آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ بر sustainable development goals achievement program government of Balochistan برائے مالی سال 2018-20ء آڈٹ سال 2020-21ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اسپیشل آڈٹ رپورٹ بر sustainable development goals

achievement program government of Balochistan برائے مالی سال20-2018ء آڈٹ سال21-2020ءایوان میں پیش کردی گئی ہے۔لہٰذا اب اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ایک announcement ہے آپ سب کے لیے،تمام آنریبل ممبرز کے لیے، National conference on social cohesion and economic development pakistan poverty alleviation fund کی جانب سے ہے جو کہ آج شام 6:30 بجے قلعہ سیف اللہ ہال سرینا ہوٹل میں منعقد ہونا ہے۔آپ سے اُنہوں نے request کی ہے اور آپ کو invite کیا ہے کہ آپ اس کانفرنس میں اُن کے ساتھ شرکت کریں۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 26 جولائی 2024ء بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 04 بجکر 53 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆